جناب اقبال حسن خان علی گڑھ

پندرھویں صدی ہجری
اور
مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
کا

سیمنار

اسلام پر ایک عالمی مذاکرہ

چودھویں صدی ہجری اختتام کو پہنچنے والی ہے، اس صدی کے خاتمے پر سارے عالم میں اسلام پر مذاکرے کی خبریں آرہی ہیں جن میں اسلام کے چودہ سو سال کے کارناموں کا مختلف انداز سے جائزہ لیا جائے گا۔

یہ بات عام طور پر معلوم ہے کہ مسلمانوں کی چودہ سو سالہ تاریخ نہایت تابناک رہی ہے۔ اس مدت میں انہوں نے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں بلند ترین علمی کارنامے انجام دیئے اور یہ کارہائے علمی اتنے شاندار ہیں کہ تمام عالم کو ان پر بجا طور پر فخر ہے۔ ایسے اعلیٰ کارناموں کی بجاآوری کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی سو سال تک سارے عالم کی علمی و فکری سربراہی مسلمانوں کے حصے میں رہی۔ اسلامی دنیا کے مغربی حصے میں قرطبہ اور مشرقی منطقے میں بغداد صدیوں تک دنیا کے سب سے بڑے علمی و فکری مراکز رہے ہیں، لیکن بمصداق اس کے کہ ہر کمال را زوال ان کی رفتار ترقی سست ہونے لگی اور جب اسلامی معاشرہ زوال پذیر ہو گیا۔ تو علمی اجارہ داری مغرب کے حصے میں آئی اور انہوں نے علم کو ترقی کے جس درجہ پر پہنچا دیا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ سارا عالم ان کے احسان سے گرانبار ہے۔

نہایت خوشی کا مقام ہے۔ کہ ادھر چند سالوں سے مسلمانوں کو اپنے کھوئے ہوئے سرمایہ کی بازیافت کی فکر پیدا ہو رہی ہے۔ احساسِ زیاں نے ان کے دلوں میں نئی امنگیں پیدا کر دی ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ سارے عالم میں چودھویں صدی کے خاتمے پر تقریبات منانے کا منصوبہ بنایا جا رہا ہے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ اپنے شاندار ماضی کی روشنی میں مستقبل کی منصوبہ بندی ہو اور حال کے کارناموں پر بھی ایک نظر ڈالی جائے۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی مغربی اور مشرقی علوم کی ایک عالمی درس گاہ ہے۔ اس کی وجہ سے اس کا ایک مخصوص کردار ہو گیا جس میں ایسی کشش ہے کہ ہند اور بیرون ہند سے مشتاقانِ علم کشاں کشاں اسکی طرف کھنچتے چلے آرہے ہیں۔ ہماری یہ یونیورسٹی مشرقی علوم خصوصاً علوم اسلامی کا بڑا مرکز رہی ہے۔ اس کے پیش نظر ہمارے وائس چانسلر

پروفیسر محمد شفیع صاحب نے اس خیال کا اظہار کیا کہ یونیورسٹی میں بھی اس کے شایانِ شان چودھویں صدی کی تقریبات منائی جائیں۔ چنانچہ طے کیا گیا کہ چودھویں صدی کے خاتمے پر ایک عالمی مذاکرہ منعقد کیا جائے جس میں اسلام کے کارناموں کا بھرپور جائزہ لیا جائے۔ لیکن واضح رہے کہ اسلام کے چودہ سو سالہ کارناموں کا ہمہ جہتی جائزہ ایک سیمنار کے حوزے سے باہر ہے۔ اس بنا پر طے کیا گیا کہ ہمارا اصل موضوعِ بحث تو چودھویں صدی ہو لیکن عمومی طور پر سارے کاموں پر اجمالی نظر ڈالی جائے اس لئے کہ ماضی کے بغیر حال کی تفہیم اور مستقبل کی منصوبہ بندی کا تصوّر ناقص اور ادھورا رہے گا۔

سیمنار کی مجلسِ مشاورت نے طے کیا ہے کہ ۲۱ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ مطابق ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۰ء سے دینیات فیکلٹی کے زیرِ اہتمام ایک پنج روزہ سیمنار منعقد ہو۔ اس میں ہند اور بیرونِ ہند کے مشہور عالموں، دانشوروں اور مفکرّوں کو شرکت کی دعوت دی جائے اور ان سے درخواست کی جائے کہ وہ اپنی افکارِ عالیہ سے ہم کو سرفراز فرمائیں۔

اس سیمنار میں شرکت کرنے والے حضرات کی میزبانی کے فرائض مسلم یونیورسٹی علی گڑھ انجام دے گی۔ کوشش اس بات کی ہوگی کہ حتی الوسع مہمانوں کی خدمت میں کوئی کمی نہ رہ جائے۔ ہمارے وائس چانسلر صاحب نے بھرپور مالی تعاون کی امید دلائی ہے۔ اس بنا پر ہمیں یقین ہے کہ ہم اپنی کوشش میں پوری طرح کامیاب ہوں گے۔

موضوعاتِ مذاکرہ حسب ذیل ہیں :-

۱۔ اسلام اور علم | وہ علوم جو اسلام کے دین ہیں۔ الف۔ علومِ قرآن۔ ب۔ علمِ حدیث و اسماء الرجال وغیرہ۔ ج۔ علمِ تجوید د۔ علمِ فقہ ھ۔ علم کلام۔

۲۔ وہ علوم جن کی اسلام کی شرکت سے تشکیلِ جدید ہوئی۔ | الف۔ علم تاریخ (فن تاریخ نگاری) ب۔ علمِ جغرافیہ۔ ج۔ علم تصوّف و اخلاق۔ د۔ علمِ طب (مسلمانوں کی طبّی خدمات، نظری و عملی) ھ۔ فنونِ لطیفہ (تعمیرات اور خطاطی وغیرہ) و۔ علمِ فلسفہ د۔ علم ہیئت، مابعد الطبیعات، نفسیات، عمرانیات، صحافت (اخبار، جرائد)

۳۔ سائنس، انجینرنگ اور ٹکنالوجی | الف۔ علمِ کیمیا۔ ب۔ علمِ حیوانات۔ ج۔ علم نباتات۔ د۔ علمِ طبعیات۔ ھ۔ علم طبقات الارض۔ و۔ ہندسہ، ریاضی (جدید علم ریاضی میں مسلمانوں کی خدمت)

۴۔ اسلامی معاشیات | الف۔ تجارت ب۔ بینکنگ وغیرہ

۲۔ مسلمانوں کی تعلیمی درسگاہیں اور علمی ادارے۔ ۳۔ اسلام اور جدید تقاضے :- الف۔ فقہ اسلامی کی تدوینِ جدید۔ رائج نظامہائے حکومت، لامذہبیت، سوشلزم وغیرہ پر اسلامی پہلو سے بحث۔ ج۔ اسلامی

ملکوں کا شرعی نظام اور اس میں تبدیلیاں ہ۔ اسلامی نظام کو عملی جامہ پہنانے کا بڑھتا ہوا رجحان

۴۔ مسلمانوں کی انقلابی، اصلاحی اور علمی تحریکیں :- الف۔ مجدد الف ثانیؒ اور ان کی تحریک۔ ب۔ تحریک شاہ ولی اللہ، سید احمد شہید و حاجی شریعت اللہ۔ ج۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی (سلفیہ تحریک) د۔ نفز انماب اور ان کا خاندان مجدد مذہب جعفری۔ ہ۔ اخوان المسلمین۔ و۔ تحریک خلافت۔ ذ۔ تحریک سنوسی، مہدوی تحریک در سوڈان۔ ح۔ تحریک جمال الدین افغانی، محمد عبدہ۔ ط۔ اقبال اور الہیات کی تشکیل جدید۔ ی۔ انقلاب ایران میں علماء کا حصہ۔

۵۔ اسلام اور مغرب۔ الف۔ مغربی تعلیم۔ جدید تعلیم کا رجحان۔ ب۔ اسلامی تہذیب کے اثرات مغربی تہذیب پر۔ ج۔ مستشرقین اور اسلامی افکار۔ د۔ مغربی مفکرین اور علماء اسلام۔ ہ۔ سیرت نبویؐ اور مستشرقین۔

۶۔ علی گڑھ تحریک۔

۷۔ ہندوستان میں نشوونما پانیوالی اسلامی تحریکیں الف۔ جماعت اسلامی۔ ب۔ تبلیغی جماعت۔ ج۔ جمعیۃ العلماء ہند۔ د۔ شیعہ کانفرنس ہ۔ جمعیت اہل حدیث۔

۸۔ اسلام اور ہندوستان الف۔ اسلام کا اثر ہندوستانی تہذیب پر۔ ب۔ ہندوستانی تہذیب کا اثر اسلام پر۔

۹۔ پندرھویں صدی ہجری کا استقبال الف۔ پندرھویں صدی ہجری کے تقاضے اور مطالبات۔

بقیہ: ایک جائزہ

پھر دونوں میں یہ بھی فرق رہا کہ مسلمانوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ زیادتی کرنے والوں سے لڑائی لڑی جائے جو لوگ دین کے بارے میں لڑیں ان سے بھی لڑائی کی جائے جو لوگ گھروں سے نکال باہر کریں ان سے اور ان کی مدد کرنے والوں سے بھی جنگ کی جائے، عیسائیوں کو یہ تعلیم دی گئی کہ جو تیرے دائیں گال پہ تھپڑ مارے تو اس کے سامنے اپنا بایاں گال بھی پھیر دے۔ جو تجھ کو ایک میل بیگار لے جائے تو اس کے ساتھ دو میل جا۔ جو تیرا کوٹ مانگے تو اسکو اپنا کرتہ بھی دیدے۔ کیا عیسائی فرمانرواؤں نے اس پہ عمل کیا؟ عمل کرنے کی بجائے وہ جہاں پہنچے اسکو مرگھٹ اور گورستان بنا دیا، مگر اپنی تاریخ نویسی کے طلسم سامری سے اپنے سارے جرائم دوسروں خصوصاً مسلمانوں پہ رکھ کر عہدہ برآ ہونے کی کوشش کرتے ہیں، مسلمانوں کو ان عیارانہ تحریروں سے بے نیاز ہو کر یہ ثابت کر دکھانا ہے کہ

مرے علم و محبت کی نہیں ہے انتہا کوئی
نہیں ہے مجھ سے بڑھ کر ساز فطرت میں نوا کوئی